سُوْرَةُ الاَنْعَام کی تفسیر Lesson 8: Al-An'aam (Ayaat 128 - 140): Day 27

آج کے سبق کا خلاصہ؛ سورۃ الانعام اپنے اختتام کی طرف جا رہی ہے۔ ہم نے اس سورت میں مشرکینِ مکہ کی خود ساختہ رسومات کو دیکھا۔ پچھلے سبق میں اللہ نے فرمایا کہ جن کو نہیں ماننا وہ نہیں مانتے، نہ ہی معجزات دیکھ کر اور نہ کسی دلیل سے۔

آج ہم اُس دَور کے عرب کلچر کا جائزہ لیں گے کہ کس طرح کچھ باتیں عرب معاشرے میں عام تھیں۔ وہ رسم ورواج انہیں اللہ کے دین سے بھی عزیز ہو گئی تھیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات لوگ ان رسوم ورواج کو مجبوریوں کے نام پر مانتے ہیں۔ بعض اوقات دلی لگاؤ کی وجہ سے۔ بعض اوقات جہالت کی بناء پر۔

ہم جائزہ لیں گے کہ کس طرح آج کے دَور میں بھی لوگ رسوم ورواج چھوڑنے پر آسانی سے تیار نہیں ہوتے۔ ہم دُنیا کے دھوکے بھی دیکھیں گے۔ اللہ جاہلوں کو نہیں پکڑتا۔ اُن کی رسی دراز کر دی گئی ہے۔ لیکن علم اور شعور والے اگر کوئی غلطی کرتے ہیں تو پکڑ ہو گی۔ آخرت میں کن لوگوں کے درجات بلند ہونگے۔

پچھلے سبق میں ہم نے شرح صدر والے اور تنگ سینے والے کا جائزہ لیا تھا۔ دو کِردار دیکھے تھے۔ یہاں تنگ سینے والے کا ذِکر ہے؛ قیامت کے دِن لوگوں سے کئی طرح کے معاملات ہو رہے ہونگے۔

يٰمَعْشَرَ : یا تو بلانے کا انداز ہے۔ اور معشر معنی چھوٹی جماعت یا گروہ۔ دس کے گروہ کو بھی کہتے ہیں۔

اے جنّوں کی جماعت تم نے انسانوں سے فائدہ اُٹھالیا۔ یہاں شیاطین جن مُراد ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُم مِّنَ ٱلْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلْإِنسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِىٓ أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَىٰكُمْ خَٰلِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾

اور جس دن وہ سب (جنّ وانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنّات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے تو جو انسانوں میں ان کے دوستدار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے (۱۲۸)

ایک قسم کی شاباش ہے کہ تم نے انسانوں کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ لیکن اَصل میں ڈانٹ ہے کہ تم خود بھی خراب ہوئے تھے اور اپنے ساتھ انسانوں کو بھی خراب کیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک جن ہے اور ایک فرشتہ۔ فرشتے نیکی کا حکم دیتا ہے اور شیطان جن برائی کا۔ انسان جس کی بات مانتا ہے اُسی سے اُس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ جب ایک دفعہ انسان شیطان کی بات مان لیتا ہے تو اگلی دفعہ وہ خوش ہو کر مزید دوستی کر لیتا ہے۔ اسی طرح اگر نیک کام کیا جائے تو فرشتہ خوش ہوتا ہے اور اُسی کے ساتھ دوستی ہو جاتی ہے۔

اللہ نے انسان کو بہترین بنایا ہے۔ انسان عقل مند اور باشعور ہے۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۙ﴿۴﴾ بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے (۴)

ایک عام بالغ جن میں بہت کم عقل ہوتی ہے۔ چھوٹے بچے جتنی عقل ہوتی ہے۔ ہاں جسمانی طور پر وہ بڑے بڑے کام کرلیتا ہے۔ جسمانی طور پر مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن انسان اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور کر غلط کام کرلیتا ہے۔

انسان کو اسی عقل اور شعور کی وجہ سے سجدہ کروایا گیا تھا لیکن انسان کی بیوقوفی یہ ہے کہ اپنے سے کم عقل کے پیچھے لگ کر گناہ میں پڑ گیا۔ اب انسان کے لئے تو یہ بہت بے عزّتی کی بات ہوگی کہ جنّ اُن کو استعمال کرتے رہے۔ وہ جنّوں کے ہاتھوں بیوقوف بنتے رہے۔

'۔۔ وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے۔'

پھر انسان کہیں گے کہ ہم نے بھی اِن سے فائدہ اُٹھایا تھا۔ سلیمانؑ بھی جنوں سے کام کرواتے تھے۔

آج بھی کچھ جادو کرنے والے لوگ بھی جنوں سے غلط کام کروالیتے ہیں۔ جن کام تو کر سکتے ہیں لیکن کیونکہ وہ کم فہم ہیں اس لئے کچھ انسان بھی اُن کو استعمال کرلیتے ہیں۔ دوسری طرف بعض ہوشیار جن عقل مند انسانوں کو غلط راہ پر لگا کر اُن کو استعمال کرلیتے ہیں۔

جب بھی اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے عقل مانگیں تو عقلِ سلیم مانگیں۔ شیطان کے پاس بھی عقل بہت تھی۔ لیکن حسد کی وجہ سے مارا گیا۔ کچھ لوگ بہت عقل مند ہوتے ہیں۔ لیکن شیطان کے ہاتھوں

استعمال ہو جاتے ہیں کچھ تو خدائی یا نبوت کے دعوے کرنے لگتے ہیں۔ پڑھے لکھے اور ذہین ہونے کے باوجود اللہ کی قدرت اُن کو نظر نہیں آتی اور وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔

ہماری ہر نعمت ہمارے لئے ایک امتحان ہے۔ اللہ نے ہمیں جو کچھ بھی عطا کیا ہے وہ ہمارا ٹیسٹ ہے۔ عقل ہے۔ یا دولت ہے۔ حُسن ہے یا انداز بیان بہت خوبصورت ہے۔ آپ کی ہر خوبی اور صلاحیت آپ کے لئے امتحان ہے۔ اس کو صحیح طریقے استعمال کریں۔ ورنہ یہی چیز فتنہ اور سزا کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ شو آف نہ کریں۔ خوبی، صلاحیت اور نعمت کو سنبھال کر رکھیں۔ نظر بھی لگ سکتی ہے۔

کئی دفعہ انسان جن سے غلط کام کرواتے ہیں۔

کئی دفعہ جن بھی انسانوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔

جس سے آپ نے فائدہ لینا ہو پہلے اُن کو اپنی سطح پر لے کر آئیں۔ کامن گراؤنڈز پر بات کریں۔

پھر دوستی اور محبت ہوتی ہے۔

سورۃ یٰسین آیت 60-62 میں ہے؛

اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے (٦٠) اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے (٦١) اور البتہ اُس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے (٦٢)

شیطان انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ شیطان انسان کے لئے گناہ کو خوبصورت کر کے دِکھاتا ہے۔ جو نہی انسان اُس کے دھوکے میں آجاتا ہے۔ تو شیطان اُس کو گناہ میں لذّت دے دیتا ہے۔ ایک مردِ مومن غلطی سے گناہ کر بھی لے تو اُس کو گناہ میں لذّت نہیں ملتی۔ شرمندگی ہی ملتی ہے۔

شیطان اور جن کہانت کی وجہ سے کئی طرح کی کہانیاں پھیلا دیتے۔ انسان اُن کہانیوں کو مان کر جنوں اور شیاطین کے پیچھے لگ جاتے۔ مثال؛ حدیث کا خلاصہ: کئی لوگ سوچتے تھے کہ فلاں جنگل یا ریگستان سے گزریں گے وہاں تو فلاں جن کا قبضہ ہے۔ اگر ہم یہ پڑھیں گے تو پھر ہی خیریت سے گزر سکتے ہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ جن انسانوں سے ڈرتے تھے۔ لیکن انہوں نے چالاکی سے انسان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ انسان جن سے ڈرنے لگے۔ اور 'جل تو جلال تو' پڑھنے لگے۔ شیطان جن یہ سن کر خوش ہو جاتے کہ یہ تو ہم سے ڈر رہے ہیں۔ یہ سب غلط عقائد ہیں۔

ہم نے صرف اللہ سے پناہ مانگنی ہے۔

انسان اور جن ایک دوسرے کو الزام بھی دیں گے۔ اور کور اَپ کی کوشش بھی کرینگے۔

"۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔۔'

اللہ تعالیٰ حکمت والا اور علم والا بھی ہے۔ حکمت والا اس لئے کہ اللہ نے انتظار کیا کہ کر لو جو کرنا ہے پھر ایک دِن اُس نے سب کو پکڑ لیا۔

یہاں اس سے مُراد ہے کہ '۔۔ مگر جو خدا چاہے۔' اگر اللہ چاہے گا تو جس کو مرضی آگ سے نکال لے گا۔یعنی نہ تو وہ عاجز ہے اور نہ اُسے کوئی روک سکتا۔ لیکن اللہ کا عدل یہ ہے کہ گناہگار کو سزا ملے گی۔ اور اللہ کو سب کی خبر ہے۔ اللہ کے پاس ہر طرح کا اختیار ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ ہمیں جہنم سے بہت دُور ہی رکھے۔ آمین

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيۡ بَعۡضَ الظّٰلِمِيۡنَ بَعۡضًاۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾

اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں ﴿۱۲۹﴾

اُن کی آپس کی دوستی اور محبت کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے کام ایک جیسے ہیں۔ اس لئے اُن کو دوست بنا دیا جاتا ہے کہ دونوں گمراہ ہیں۔ آپ خود نوٹ کر لیں کہ بہن، بھائی، والدین، میاں بیوی میں لڑائی زیادہ تر وہاں ہوتی ہے جہاں ذہن نہیں ملتے۔

ایک جیسے ذہن والے لوگوں کی دوستی خوب ہوتی ہے۔ سورۃ توبہ آیت 71 میں ہے؛

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے ﴿۷۱﴾

ایمان والوں کی ایمان والوں سے دوستی ہوتی ہے۔ اسی طرح کفر کی کفر سے دوستی ہوتی ہے۔ سورۃ الانفال آیت 73

اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔۔۔۔﴿۷۳﴾

جب آپ اپنی دوستوں کے ساتھ اچھے تعلقات چاہتے ہیں تو اپنے ساتھ ملا لیں۔ مسلمان کمیونٹی اسی طرح مل جل کر نیک کام کرتے ہیں۔ اپنے پیاروں کو بھی اُس چیز پر لے آئیں۔ جو چیز آپ اپنے لئے پسند کرتی ہیں وہی خیر دوسروں کے لئے بھی پسند کریں۔ اُن تک بھی حق بات کو پہنچا دیں۔

مثال: دو بہنیں دین کی داعی ہیں۔ لیکن اُن کے مزاج میں فرق ہے۔ ایک بہن جو خود سیکھتی ہے وہ گھر والوں تک بھی تھوڑا تھوڑا کر کے پہنچاتی ہیں۔ گھر میں کچھ پروگرام بھی رکھتی ہیں۔ قران سیکھنے سکھانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کھانے پکا کر دین کے عالموں کو بلاتی اور کھلاتی ہیں۔ دین کا کام کرنے والوں سے گھر والوں کو بھی ملواتی ہیں۔ اَب اُسی گھر میں ایک واضع فرق نظر آتا ہے۔ خاندان کی عورتوں کا بھی ٹرینڈ بدل چکا ہے۔ خاندان کے مرد حضرات کا بھی رُجحان بدل رہا ہے۔

دوسری طرف دوسری بہن خود بہت نیک ہے اور نیکی کے کام کرتی ہے لیکن شائد اعتماد کی کمی ہے۔ وہ گھر والوں سے کچھ نہیں کہتی۔ اُس کو گھر والوں کو غلط کام کرتے دیکھ کر دُکھ تو ہوتا ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتی۔

اپنے اندر جرأت پیدا کریں۔ خاندان کے نام پر مجبور نہ ہوں۔ اگر آپ کے گھر والے حق بات نہیں سُن سکتے تو آپ کیوں اُن کی بات سُننے پر مجبور ہیں؟

مثال۔ ہماری بیٹیاں اور لڑکیاں کس کے لئے اتنا تیار اور میک اَپ کر کے کیوں جاتی ہیں؟ کسی بُرائی کو دیکھ کر ہم کیا کرتے ہیں؟

ایک سکالر کہتے ہیں؛ حیا ہمیشہ خیر لے کر آتی ہے۔

اپنے اپنے گھر چیک کریں۔ ہم کس طرح اپنے گھروں کا ماحول بہترین بنا سکتے ہیں؟ ہماری بیٹیاں اور خواتین کس طرح کے لباس پہن کر باہر جاتی ہیں؟

بُرے کرتوت کی وجہ سے، بُرے اعمال کی وجہ سے وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک عورت چار مردوں کو جہنم میں لے کر جائے گی۔

يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا‌ ؕ قَالُوۡا شَهِدۡنَا عَلٰٓى اَنۡفُسِنَا‌ وَغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَشَهِدُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾

اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے ﴿۱۳۰﴾

تمہارے جیسے انسان ہی نبیؑ اور رسولؑ بھیجے۔ جو؛ '۔۔جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے۔'

اللہ کے نبیؐ کی پوری اُمّت کے تمام لوگ ہی مبلغ اور داعی ہیں۔

'۔۔اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔۔'یعنی قیامت کے دِن سے؛ پھر سوال کیا جائے گا۔

اللہ کو سب خبر ہے لیکن یہ ڈانٹ کا انداز ہے کہ تمہیں معلوم تھا پھر تم نے امتحان کی تیاری کیوں نہیں کی؟

جس طرح انسانوں کے لئے نبی بھیجے گئے ایسے ہی جنوں کے لئے بھی نبی بھیجے گئے۔ اس سے آگے کی بحث میں نہ پڑیں۔ اللہ کے نبی ؐ کی رسالت جن وانس سب کے لئے تھی۔ اس لئے سب انسانوں اور جنوں کو پکارا جارہا ہے۔

قیامت کے دِن جب اُن کو ڈانٹا جارہا ہو گا۔ اُن سے سوال کیا جائے گا تو وہ آگے سے جواب دیں گے۔

' شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا ' ہم اپنے اوپر ہی گواہ ہیں۔ اپنے اوپر لیں، اپنا محاسبہ کریں۔ ہمارے لئے نبی ﷺ آئے۔ ہمیں سب علم ہے۔ پھر ہم نے کیا کیا؟ کیا ہم نے تیاری مکمل کی؟

پھر وہ اقرار کرینگے کہ "۔۔دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔۔'

ایک کے پاس تو موقع ہی نہیں آیا۔ جاہل رہا۔ لیکن ایک وہ شخص ہے کہ جس کو علم تھا لیکن اُن کو خوف اور لالچ تھا۔ دنیاداری کی فکر تھی۔

ایک شخص کیسے کچھ سیکھ سکتا ہے؟ جب اُسے ہر وقت ماضی کے غم رہیں اور مستقبل کے اندیشے رہیں؟

جب آپ اللہ کی کتاب کی طرف آئیں تو پر سکون ہو کر اللہ کا دین سیکھیں اور اطمینان سے دین پر عمل کریں۔

یعنی رسول اُن کے پاس آئے لیکن وہ اپنے خلاف گواہی دیں گے '۔۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔'۔ یہ وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی نعمت کی قدر نہیں کی۔ کلمہ تو پڑھ لیا لیکن آخرت کی فکر نہیں کی۔ دنیا کے کاموں میں مصروف رہے۔ یہ کونسا کفر ہے؟ اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کا۔

آپ اس طرح کے تمام مکالمات کو اگر قرآن سے جمع کر لیں تو قیامت کا منظر آپ کے سامنے حسرت اور یاس کی تصویر نظر آئے گا اور یہ کہ کیسے روزِ قیامت حساب کتاب ہو گا؟

پیچھے بھی ہم پڑھ چکے ہیں کہ ' ما کنّا مشرکین'۔ کہ پہلے تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے کوئی جُرم نہیں کیا۔ پچھلے دَور میں ایک فتنہ اُٹھا تھا کہ قران میں تضاد ہے (نعوذ باللہ) کہ وہاں کہا کہ مشرکین کہیں گے ہم نے کچھ نہیں کیا اور یہاں کہہ رہے ہیں۔ " قَالُوۡا شَهِدۡنَا عَلٰٓى اَنۡفُسِنَا وَغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا "

ابنِ عباسؓ نے فرمایا۔ کہ اِدھر آؤ میں تمہیں بتاؤں کیا فرق ہے۔ ' ما کنّا مشرکین' وہ تب کہیں گے جب حساب شروع نہیں ہؤا ہو گا۔ اپنی طرف سے اوپر اوپر سے کہیں گے۔ لیکن جب سارا حال کھل کر سامنے آجائے گا تو پھر کہیں گے کہ واقعی غلطی ہو گئی۔

مثال: ہم عام طور پر خوب باتیں کرتے ہیں۔ پھر امتحان کا پرچہ سامنے آجاتا ہے تو سب باتیں بند کر کے اپنے کام میں محسوس ہو جاتے ہیں۔ پرچہ کرنے کے بعد ساری لائقی یا نالائقی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

قیامت کے دِن یہی ہو گا کہ لوگ کھڑے انتظار کر رہے ہونگے۔ لائن میں کھڑے آپس میں باتیں کر کے خود کو تسلی دے رہے ہونگے۔ کوئی بہانے بنا رہا ہو گا اور کوئی اپنی صفائیاں پیش کرنے کی تیاری میں ہو گا۔ اُن کا خیال ہو گا کہ صاف مکر جائیں گے تو شائد بچت ہو جائے۔ لیکن اللہ کو سب علم ہے، اُن پر سب کچھ ظاہر کر دیا جائے گا۔ پھر وہ معافیاں مانگ کر بچنے کی کوشش کریں گے۔